البقرۃ : 284

لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ
(آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے [سب] اللہ ہی کا ہے)

پیچھے بائیس (22) آیتوں میں احکام کا سلسلہ چل رہا تھا۔ اب اُن احکام کے آخر میں یہ جامع ترین آیت آئی ہے۔
پچھلی آیتوں میں اللہ کے راستے میں خرچ کرنے، سود، اور قرض یا ادھار کی بات تھی۔ اب اِن سب کے آخر میں خلاصہ کیا گیا کہ تم کسی چیز کے مالک نہیں ہو بلکہ اللہ ہی سبھی چیزوں کا مالک ہے۔ جو بھی کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو بھی کچھ زمین میں ہیں، سب کا مالک اللہ ہی ہے۔
جب تم صدقہ دے رہے ہوتے ہیں، جب تم سود کھا رہے ہوتے ہیں، جب تم تجارتی لین دین کر رہے ہوتے ہیں، جب تم قرض دے رہے ہوتے ہیں، جب تم قرض لے رہے ہوتے ہیں یا جو بھی تم مالی معاملات کر رہے ہوتے ہیں، اُس وقت ایک بات یاد رکھو کہ تم کسی بھی چیز کے مالک نہیں ہو، اللہ ہی ہر چیز کا مالک ہے۔ یہ سوچ کر اگر تم مالی معاملہ کروگے تو صحیح طور پر معاملہ کر سکوگے۔ چونکہ ہمارے پاس جو بھی مال ہے وہ اللہ ہی کا ہے یعنی اللہ ہی اُس کا مالک ہے تو مالک کے ہدایات کے مطابق ہی اُس مال کو استعمال کرنا ہے۔ [لِلّٰهِ خبر مقدم کی گئی اسلیے تاکید زیادہ ہے اِس میں۔ اِسی لیے معنی کیا گیا "اللہ ہی کے لیے ہے"۔

وَلِلّٰهِ مِيرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
(اور آسمانوں اور زمینوں کی میراث کا مالک [تنہا] اللہ ہی ہے)

جب انسان فوت ہوتا ہے تو اس کا مال اسکے وارثوں میں تقسیم ہوتا ہے۔ اور جب وارث فوت ہو جاتے ہیں تو وہ مال اُن کے وارثوں میں تقسیم ہو جاتا ہے۔ پھر اُن کے وارثوں میں پھر اُن کے وارثوں میں وہ مال تقسیم ہوتا ہے۔ پھر وہ مال کس کا ہے؟ صرف اور صرف اللہ ہی اُس کا مالک ہے۔ اِس اصول کو اگر یاد رکھے گے تو زندگی میں تبدیلیاں آئے گی۔

انسان اگر اس بات پر غور کرے کہ ہر چیز کا مالک اللہ ہی ہے تو اللہ کی عظمت کا احساس اُس کے دل میں بیٹھ جائیگا۔ اِس کائنات کی ہر ایک چیز اللہ نے ہی بنائی اور ہر چیز اللہ ہی کی ملکیت میں ہے۔ ہر ایک کا مالک اللہ ہی ہے۔ اس لیے اطاعت بھی مالک ہی کی ہونی چاہیے۔ مالک کے ہر حکم کے آگے جھک جانا چاہیے۔ آخر میں ہر ایک کو اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے پھر وہی سب کا حساب لے گا۔
اِس سورۃ کے اختتام پر یہ سبق یاد کرایا گیا:

وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ
(اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے خواہ تم اُسے ظاہر کرو یا چھپاؤ اللہ تم سے اُس کا حساب لے گا)

پچھلی آیتوں سے اِس کا بہت ربط ہے۔ لوگ اپنے نیتوں کو چھپاتے ہیں جب صدقہ کر رہے ہوتے ہیں، لوگ اپنے گناہوں اور جرم کو چھپاتے ہیں، لوگ گواہی کو چھپاتے ہیں، لوگ سچائی کو چھپاتے ہیں۔ ان ساری باتوں کو اللہ جانتا ہے اور جو ظاہر کرتے ہیں اُسے بھی اللہ جانتا ہے۔ اُن سب کا اللہ حساب لے گا۔

اللہ تعالیٰ نے یہ ساری کائنات کسی مقصد کے لیے بنائی ہے۔ کوئی بھی چیز بیکار اور بے مقصد نہیں بنائی۔ ہر چیز اپنے کام میں لگی ہوئی ہے۔ انسان کو بھی بے مقصد نہیں بنایا گیا۔ انسان بھی کسی خاص کام کے لیے دنیا میں آیا ہے۔ اگر وہ اپنے زندگی کو بیکار گنواتا ہے، اُسے جو کرنا چاہیے وہ نہیں کرتا اور اپنے صلاحیتوں کو ضائع کرتا ہے تو کل قیامت کے دن اُسکی پکڑ ہوگی۔

الاسراء : 36 ← ... اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا (یقیناً کان، آنکھ اور دل اُن میں سے ہر ایک سے پوچھا جانے والا ہے)۔ سب سے حساب لیا جائیگا۔ اُن سے پوچھا جائیگا کہ تم نے اِن چیزوں کو کہاں استعمال کیا۔

ظاہری اعمال کے بارے میں ہمیں پتہ ہے کہ ہمیں کن کن چیزوں سے روکا گیا اور کن چیزوں کو کرنے کہا گیا۔ اور اُن پر بہت حد تک انسان کا اختیار ہوتا ہے۔ لیکن کچھ اعمال ایسے ہوتے ہیں جو انسان کے ظاہر نہیں بلکہ انسان کے باطن یا دل و دماغ یا النفس سے تعلق رکھتے ہیں۔ اُن میں بعض اعمال ایسے ہوتے ہیں جن پر انسان کا اختیار اور ارادہ نہیں ہوتا اور کچھ اعمال ایسے ہوتے ہیں جن پر انسان کا اختیار ہوتا ہے۔ اِس لیے اُن چیزوں پر محاسبہ ہوگا جن پر انسان کا اختیار اور ارادہ ہوتا ہے۔

البقرۃ : 225 ← لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِیْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ (اللہ تعالیٰ تمہاری لغو قسموں پر تمہیں نہیں پکڑے گا۔ لیکن وہ اُن قسموں پر تمہیں ضرور پکڑے گا جن کا تمہارے دلوں نے ارادہ کیا۔ اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا، نہایت بردبار ہے)

یعنی جو تمہارے اعمال دل کے ہیں، اندر کے ہیں، ارادے اور اختیار سے ہیں اور اُن میں تمہاری کوشش، نیت اور ارادہ شامل ہے اور جان بوجھ کر تم نے وہ چیزیں اپنے اندر رکھی تو پھر ان پر پکڑ ہوگی۔ انسان کی سوچ کو بھی انسان کا عمل قرار دیا گیا۔ لیکن انسان کے اندر جو بے اختیاری وسوسے آتے ہیں اُس پر پکڑ نہیں۔ اسکی وضاحت آخری آیت (286) اور حدیث میں ہیں۔

اعمالِ قلب / اعمالِ باطن / اعمالِ نفس دو طرح کے ہیں:-
I> ارادی / اختیاری   II> غیر ارادی / غیر اختیاری

I> ارادی / اختیاری: وہ اعمال جو ارادہ کر کے کئے جائے۔ جو اپنی مرضی سے کئے جاتے ہیں۔ جن پر اختیار ہوتا ہے۔
اِس کے پھر دو قسمیں ہیں:-
i> اچھے عمل: ایمان، تقویٰ، صبر، شکر، استقامت، اچھی نیت، اللہ کی محبت، توکل
ii> بُرے عمل: شرک، کفر، نفاق، تکبر، حسد، بغض، بدگمانی

ارادی / اختیاری اعمال میں سب سے پہلے ایمان ہے۔ ایمان دل کا عمل ہے۔ ایمان، تقویٰ، کفر، نفاق اور شرک دل میں ہوتا ہے۔ جو مضمون البقرۃ کے شروعات میں تھا وہی مضمون اب سورت کے آخر میں بھی ہے۔
نیکیوں کا ارادہ دل کے اندر ہوتا ہے۔ اِس کا حساب ہوگا کہ ایمان کس درجہ کا تھا۔ توکل، تقویٰ کس درجے کا تھا۔ بعض لوگ نیکی کرنے کا صرف خیال کرتے ہیں اور کچھ لوگ نیکیوں کا پکا ارادہ کرتے ہیں۔

ارادی اعمال میں بُرے اعمال پر پکڑ ہوگی کیونکہ یہ انسان کے اختیار میں ہیں۔ بُرے اعمال جیسے کسی کے بارے میں بغض اور بدگمانی جان بوجھ کر اپنے دل میں پالے رکھنا۔
الحجرات : 12 ← ... اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ (بعض بدگمان گناہ ہوتے ہیں)۔
ایسے گمان پر بھی پکڑ ہوگی۔ مثلاً اگر کوئی اللہ کے بارے میں یا رسولؐ کے بارے میں، قرآن کے بارے میں اور ایمان والوں کے بارے میں اپنے اختیار سے بدگمانی رکھے۔

بخاری: آپؐ نے فرمایا: انصار سے محبت رکھنا ایمان کی نشانی ہے اور انصار سے کینہ (بغض) رکھنا نفاق کی نشانی ہے۔

محبت دل میں ہوتی ہے۔ اُسے بھی ایمان کا حصہ بتایا گیا۔ جو اندر کی کیفیت ہے۔
اِسی طرح پاکیزگی کو نصف ایمان کہا گیا۔ مسلم ← رسولؐ نے فرمایا: "پاکیزگی نصف ایمان ہے..." حالانکہ صفائی (پاکیزگی) ظاہری عمل ہے۔ یعنی ہمارے ظاہری اعمال کی بھی جڑیں اصل میں دل کے اندر ہیں۔ ظاہری اعمال ظاہر میں نظر آرہے ہیں لیکن اُن کی جڑیں ہمارے اندر ہی ہیں۔

کسی ایمان والے سے نفرت رکھنا یہ ایمان کے منافی ہے۔
بخاری: رسولؐ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی اُسے میری طرف سے اعلانِ جنگ ہے..."
یعنی اللہ کے اولیاء جن سے اللہ محبت رکھتا ہے اُن اولیاء سے نفرت کرنے پر بھی پکڑ ہوگی۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ کوئی مومن ایمان والوں سے محبت نہ رکھے۔

اِسی طرح شعائر اللہ (اللہ کی نشانیاں) جیسے صفا و مروہ، خانہ کعبہ وغیرہ کا احترام اور محبت بھی ایمان کا حصہ ہے۔ جو دل کے اندر کا عمل ہے۔

تو ارادی یا اختیاری اچھے اعمال پر اجر ہے اور بُرے اعمال پر پکڑ ہے۔ وہ بُرے اعمال جن سے بچنے کے لیے کہا گیا ہے پھر بھی انسان اُن سے نہیں بچتا اور جان بوجھ کر وہ بُرے اعمال کرتا ہے تو اُس پر پکڑ ہے۔

II> غیر ارادی / غیر اختیاری: وہ اعمال جو ارادے سے نہ ہو۔ جن پر اختیار نہ ہو۔
مثلاً اللہ کے بارے میں کوئی وسوسہ آئے حالانکہ اُسے اللہ سے شدید محبت ہوتی ہے لیکن شیطان اُس کے دل میں کوئی وسوسہ ڈالتا ہے۔ جس کے دل میں جتنا زیادہ ایمان ہوتا ہے، شیطان اتنا زیادہ اُس پر حملہ کرتا ہے۔

ابوداؤد: عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص نبیؐ کے پاس آیا، اور اُس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسولؐ! ہم میں سے کسی کے دل میں ایسا وسوسہ پیدا ہوتا ہے کہ اُس کو بیان کرنے سے راکھ ہو جانا یا جل کر کوئلہ ہو جانا بہتر معلوم ہوتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر، شکر ہے اُس اللہ کا جس نے شیطان کے مکر کو وسوسہ بنا دیا۔

مسلم: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبیؐ کے صحابہ میں سے کچھ لوگ حاضر ہوئے اور آپؐ سے پوچھا: ہم اپنے دلوں میں ایسی چیزیں محسوس کرتے ہیں کہ ہم میں سے کوئی اُن کو زبان پر لانا بہت سنگین سمجھتا ہے۔ آپؐ نے پوچھا: کیا تم نے واقعی اپنے دلوں میں ایسا محسوس کیا ہے؟ انھوں نے عرض کیا: جی ہاں۔ آپؐ نے فرمایا: یہی صریح ایمان ہے (یعنی یہ ایمان کی علامت ہے)۔
جہاں مال (ایمان) ہوگا وہیں چور (شیطان) آئےگا۔ ایمان والوں کے اندر شیطان وسوسے ڈالتے آتا ہے۔ حالانکہ مومن ایسے بُرے خیالات نہیں لانا چاہتا لیکن وہ خیالات اُس کے اختیار میں نہیں ہوتے۔ چونکہ شیطان انسان کے جسم میں خون کی طرح دوڑتا ہے۔
بخاری: رسولؐ نے فرمایا: "...شیطان انسان کے اندر خون کی طرح دوڑتا رہتا ہے..."
اِس لیے ایسے کوئی بُرے خیالات آئے تو فوراً اللہ کی پناہ مانگے۔
غیر اختیاری اعمال کو سمجھانے کے لیے دو مثالیں:
1> بعض اوقات کسی سے محبت بھی بے اختیاری ہوتی ہے۔ جیسے کہ آپؐ اپنے تمام بیویوں کے درمیان انصاف کرتے تھے۔ سب کو اُن کا حق دیتے تھے۔ حالانکہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے خود آپؐ کو رخصت دی کہ اگر کسی بیوی کو حق نہ دے تو اُس پر کوئی پوچھ نہیں ہوگی۔ اِسکے باوجود آپؐ تمام بیویوں کے حقوق ادا کرتے تھے۔ لیکن آپؐ اپنے تمام بیویوں میں عائشہؓ سے زیادہ محبت کرتے تھے جو غیر اختیاری محبت تھی۔
2> اکثر بچوں کے معاملے میں والدین بھی کسی ایک بچے سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔ مثلاً ماں بیٹے سے زیادہ محبت کرتی ہے بنسبت بیٹی کے اور باپ بیٹی سے زیادہ محبت کرتا ہے بنسبت بیٹے کے۔ یا سب سے چھوٹے بچے سے زیادہ محبت ہوتی ہے۔ یہ غیر اختیاری محبت ہوتی ہے۔ کوئی بھی والدین یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہم سارے بچوں سے ایک جیسی ہی برابر محبت کرتے ہیں۔ یہ ممکن نہیں ہے کہ ہر ایک بچے سے ایک جیسی محبت ہو۔ یہ انسان کے اختیار میں نہیں ہوتا۔

لیکن جہاں انسان کا اختیار اور ارادہ ہوتا ہے اُس پر پکڑ ہے۔ اور انسان کو اللہ سے دعا کرنی چاہیے کہ یا اللہ! جو چیز میرے اختیار میں نہیں اُس پر مجھے نہ پکڑنا۔

بخاری: نبیؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری امت کی اُن غلطیوں کو معاف کیا ہے جن کا صرف دل میں وسوسہ گزرے یا دل میں اُس کے کرنے کی خواہش پیدا ہو، مگر اُس کے مطابق وہ انھیں عمل یا زبان پر نہ لائیں۔

وسوسے آنا غیر اختیاری ہے۔ ہوسکتا ہے کبھی اللہ، رسولؐ یا قرآن وغیرہ کے بارے میں کوئی بُرا وسوسہ آجائے (نعوذ باللہ) تو فوراً اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے (اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ کہے) اور اُس سے رک جائے اور عبادت میں مشغول رہے۔ ایسا کرنے سے ان شاء اللہ یہ وسوسہ اُس سے زائل ہو جائیگا لیکن اِس کا ذکر کسی سے بھی نہ کرے۔
جو چیز انسان کے اختیار میں نہیں اُس پر اُس وقت تک پکڑ نہیں جب تک اُسے بولنا یا عمل کرنا نہ شروع کرے۔

شیطان ہمیشہ انسانوں کے دلوں میں بُرے خیالات ڈالتا ہے۔ اور خاص کر عقیدہ خراب کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ ہر وقت انسان کو بھٹکانے کی کوشش کرتے رہتا ہے۔
بخاری: رسولؐ نے فرمایا: تم میں سے کسی کے پاس شیطان آتا ہے اور تمہارے دل میں پہلے تو یہ سوال پیدا کرتا ہے کہ فلاں چیز کس نے پیدا کی، فلاں چیز کس نے پیدا کی؟ اور آخر میں بات یہاں تک پہنچاتا ہے کہ خود تمہارے رب کو کس نے پیدا کیا؟ جب کسی کو ایسا وسوسہ ڈالے تو اللہ کی پناہ مانگنی چاہیئے اور شیطانی خیال کو چھوڑ دے۔

شیطان تو نماز میں تک آکر وسوسے ڈالتا ہے۔ اُس سے بھی بچنے کا علاج بتایا گیا۔
مسلم: عثمانؓ بن ابو العاص نبیؐ کے پاس آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ! شیطان میری نماز میں حائل ہو جاتا ہے اور مجھے قرآن بھلا دیتا ہے۔ رسولؐ نے فرمایا کہ اُس شیطان کا نام خنزب ہے۔ جب تجھے اُس شیطان کا اثر معلوم ہو تو اُس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ اور (نماز کے اندر ہی) بائیں طرف تین بار تھوک لو۔ عثمانؓ نے کہا کہ میں نے ایسا ہی کیا پھر اللہ تعالیٰ نے اُس شیطان کو مجھ سے دور کر دیا۔

دوسری بات: اگر کوئی شخص بُرائی کرنا چاہتا ہے اور وہ اُس بُرائی کو کر بھی سکتا ہے لیکن اللہ کے خاطر اُس بُرائی کو نہیں کرتا تو اُس پر اُسے اجر ملے گا۔ اُس شخص کا قیامت کے دن حساب لیا جائیگا تو اُس کے دِل کے اندر اللہ کا ڈر جو آیا تھا اُسے بھی دیکھا جائیگا اور اُس پر اُسے بہت زیادہ ثواب ملے گا کیونکہ اُس نے اللہ کے خاطر اُس خواہش کو قربان کیا۔

مسلم: رسولؐ نے فرمایا: ...(اللہ فرشتوں سے فرماتا ہے) اگر وہ (بندہ) بُرائی کرے تو اُس کے برابر (ایک بُرائی) لکھ لو۔ اور اگر اُس (بُرائی) کو چھوڑ دے تو اُس کے لیے اِسے ایک نیکی لکھو (کیونکہ) اُس نے میری خاطر اُسے (بُرائی کو) چھوڑا ہے...

یعنی کوئی شخص بُرائی کا ارادہ کرتا ہے اور وہ بُرائی کرنے کی قدرت بھی رکھتا ہے لیکن صرف اللہ کی خاطر وہ اُس بُرائی سے رُک جاتا ہے تو اُس پر بڑا اجر ہے۔
اور اگر کسی شخص کا بُرائی کرنے کا ارادہ ہے اور وہ اُس بُرائی کو کرنے کی قدرت بھی رکھتا ہے لیکن کسی وجہ سے وہ بُرائی نہیں کر سکے مثلاً اُس کا کسی کو قتل کرنے کا ارادہ ہو اور وہ اُسے قتل کرنے پہنچ بھی گیا لیکن جسے وہ مارنا چاہتا تھا اُسی نے اُسے مار دیا تو ایسے شخص کے بارے میں حدیث ہے

بخاری: رسولؐ نے فرمایا: جب دو مسلمان اپنی اپنی تلواریں لے کر آمنے سامنے مقابلہ پر آجائیں تو دونوں دوزخی ہیں۔ پوچھا گیا یہ تو قاتل تھا، مقتول نے کیا کیا؟ (کہ وہ بھی دوزخی ہو گیا)۔ آپؐ نے فرمایا: وہ بھی اپنے مقابل کو قتل کرنے کا ارادہ کئے ہوئے تھا۔ (موقع پاتا تو وہ اُسے ضرور قتل کر دیتا۔ دل کے ارادے پر وہ دوزخی ہوا)
اُس مقتول نے پکا ارادہ کیا تھا اپنے مقابل کو قتل کرنے لیکن اُس کا ہتھیار نہیں چلا اور مقابل کا چل گیا۔ اس لیے قاتل کے ساتھ ساتھ اِس مقتول کی بھی پوچھ ہوگی۔

ارادے کے بارے میں فقیر شخص کی مثال بھی حدیث میں بتائی گئی:
ترمذی (حسن): ... وہ شخص جسے اللہ نے مال و دولت اور علم دونوں سے محروم رکھا، وہ کہتا ہے کاش میرے پاس مال ہوتا تو فلاں کی طرح میں بھی عمل کرتا (یعنی بُرے کاموں میں مال خرچ کرتا) تو اُسے اپنی نیت کے مطابق گناہ ملے گا...

یعنی اِس غریب شخص کے پاس کچھ نہیں لیکن وہ سوچتا ہے کہ اگر میرے پاس مال ہوگا تو میں اُسے بُرے کاموں میں لگاؤں گا۔ حالانکہ اُس کے پاس نہ مال آیا اور نہ ہی اُس نے بُرے کاموں میں لگایا لیکن غلط اختیاری ارادہ کیا تھا اسلیے قیامت کے دن اُسکی پوچھ ہوگی۔ چونکہ اُسے موقع نہ ملنے کی وجہ سے اُس نے وہ بُرائی نہیں کی۔
اِسکے برعکس اِسی حدیث میں اُس غریب شخص کی بھی بات کی گئی جس کے پاس مال نہیں لیکن وہ سوچتا ہے کہ کاش میرے پاس مال ہوتا تو میں بھی اللہ کے راستے میں فلاں شخص کی طرح خرچ کرتا۔ اِس ارادے پر اُسے ثواب ملے گا حالانکہ اُس نے خرچ کچھ بھی نہیں کیا۔ لیکن یہ اختیاری ارادہ نیک کام کا تھا۔
ہمیں ہر وقت اپنا خود محاسبہ کرنے کی ضرورت ہے اِس سے پہلے کہ قیامت کے دن ہمارا محاسبہ کیا جائے۔ خود سوچے کہ ہم دوسروں کے بارے میں کتنے اچھے گمان رکھتے ہیں اور کتنے بُرے گمان۔ ہمارے اندر دوسروں کے لیے کتنی نفرتیں ہیں اور کتنی محبتیں ہیں۔ کسی کے لیے ہم کتنے خیر خواہ ہیں اور کتنے بدخواہ ہیں۔ نیکی کے کتنے ارادے ہیں اور بُرائی کے کتنے ارادے ہیں۔ ہمیں اپنے اندر جھانک کر دیکھنا ہے کہ ہمارے اندر کتنی اچھائی ہیں اور کتنی بُرائیاں ہیں۔
القیامۃ : 14-15 ← بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰی نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ ۔ وَّلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ (بلکہ خود انسان اپنے حال کو خوب جانتا ہے۔ اگرچہ کتنے ہی بہانے پیش کرے۔)

قیامت کے دن سب کچھ سامنے آئے گا۔ اندر کی ساری باتیں بھی باہر نکال لی جائیگی۔
العادیات : 10 ← وَحُصِّلَ مَا فِی الصُّدُوْرِ (اور جو کچھ سینوں میں (چھپا ہوا) ہے وہ ظاہر کر دیا جائے گا۔)
الحاقۃ : 18 ← يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ (اس دن تم سب [اپنے رب کے سامنے] پیش کئے جاؤ گے اور تمہاری کوئی پوشیدہ بات چھپی نہ رہے گی۔)

غافر : 19 ← وہ (اللہ) آنکھوں کی خیانت کو اور سینوں کی پوشیدہ باتوں کو (خوب) جانتا ہے۔
طٰہٰ : 7 ← اگر تم اونچی بات کرو تو وہ (اللہ) تو ہر ایک پوشیدہ بلکہ پوشیدہ سے پوشیدہ تر بات کو بھی جانتا ہے۔

فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ
(پھر جسے وہ چاہے گا بخش دے گا اور جسے چاہے گا عذاب دے گا)

لِمَنْ يَّشَآءُ ← اِس کے کئی معنی ہو سکتے ہیں:
1> جو شخص مغفرت چاہے گا اُسے معاف کرے گا اور جو عذاب چاہے گا اُسے عذاب دے گا۔
2> جسے اللہ چاہے گا اُسے معاف کرے گا اور جسے اللہ چاہے گا اُسے عذاب دے گا۔
اُس دن جب ساری اندر کی باتیں ظاہر ہوگی تب انسان کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں ہوگا۔ پھر جسے اللہ چاہے ڈھانپ دے (اُسکی گناہوں کو ڈھانپ دے) اور جسے چاہے اُن اعمال پر پکڑے اور سزا دے۔

حتمی (ultimate) فیصلہ اللہ کے پاس ہے۔ چاہے غیر ارادی اعمال ہو یا ارادی اعمال ہو، کس پر پکڑنا ہے اور کس پر نہیں پکڑنا ہے، کس پر ثواب ہے اور کس پر سزا ہے اُن سب کا فیصلہ اللہ ہی کرے گا، دنیا کی کوئی عدالت فیصلہ نہیں کر سکتی۔ اور اللہ سے کوئی نہیں پوچھ سکتا کہ اللہ تو نے فلاں کو کیوں معاف کیا اور فلاں کو کیوں نہیں کیا!

الانبیاء : 23 ← لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ (وہ [اللہ] جو کچھ کرتا ہے اُس کے بارے میں اس سے پوچھا نہیں جائیگا [اللہ سے کوئی نہیں پوچھ سکتا کہ تو نے فلاں کو کیوں معاف کیا اور فلاں کو سزا کیوں دی] اور اُن [لوگوں] سے پوچھا جائیگا [لوگوں کا حساب ضرور ہوگا]۔)

کوئی بھی شخص اپنے اعمال کی وجہ سے جنت میں نہیں جائے گا۔
بخاری: رسولؐ نے فرمایا: کسی شخص کا عمل اُسے جنت میں داخل نہیں کر سکے گا (کسی کے پاس اتنے عمل نہیں ہیں کہ وہ جنت کا مستحق ہو سکے)۔ صحابہؓ نے پوچھا: یا رسول اللہ! آپ کا بھی نہیں؟ (کیونکہ آپؐ کے پاس تو بہت نیکیاں ہیں)۔ آپؐ نے فرمایا: نہیں! میرا بھی نہیں، سوا اِس کے کہ اللہ اپنے فضل و رحمت سے مجھے نوازے۔
جنت اللہ کی رحمت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہی جنت ملے گی۔
بخاری: رسولؐ نے فرمایا: اللہ نے رحمت کے سو حصے بنائے اور اپنے پاس ان میں سے ننانوے حصے رکھے۔ صرف ایک حصہ زمین پر اتارا، اور اِسی وجہ سے تم دیکھتے ہو کہ مخلوق ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے، یہاں تک کہ گھوڑی بھی اپنے بچہ کو اپنے سم (hoof) نہیں لگنے دیتی بلکہ سموں کو اٹھا لیتی ہے کہ کہیں اِس سے اُس بچہ کو تکلیف نہ پہنچے۔

جیسے جنت کے سو درجے ہیں اِسی طرح اللہ کی رحمت کے سو حصے ہیں۔ جنت اللہ کی رحمت کا بھرپور اظہار ہے۔ جنت کے سو درجوں میں ہر درجے کا جو اضافہ ہے وہ اللہ کی رحمت کے اضافے کے ساتھ ساتھ ہے۔

تو قیامت کے دن جسے اللہ چاہے گا معاف کرے گا اور جسے چاہے گا سزا دے گا۔ کسی کے پاس کوئی اختیار نہیں کہ وہ اپنے آپ کو آخرت میں معاف کرا سکے یا اپنے آپ کو عذاب سے بچا سکے۔ کوئی بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں ضرور بضرور جنت میں جاؤں گا۔ اپنے آخری وقت تک انسان کو ڈرتے رہنا چاہیے۔ اگر دین کا بہت سارا کام کر بھی رہے ہیں پھر بھی ڈرتے رہے۔ ہم زندگی بھر بھی دین کا کام کرتے بھی رہے تو بھی اللہ کا حق ادا نہیں کر سکتے۔ جنت کی قیمت ہم دے ہی نہیں سکتے وہ اتنی مہنگی ہے اور جنت کا موازنہ (comparison) ہم اِس دنیا سے کر ہی نہیں سکتے۔
بخاری: نبیؐ نے فرمایا: جنت میں ایک کوڑے جتنی جگہ دنیا اور اُس میں جو کچھ ہے سب سے بہتر ہے...
دنیا میں کتنے ہی بڑے اور خوبصورت گھر ہم کیوں نہ بنائے، جنت کے گھروں کی طرح ہم بنا ہی نہیں سکتے۔ دنیا کے گھر جتنے بڑے ہوتے ہیں اُتنی مشکلات زیادہ ہوتی ہیں۔ کبھی تو دنیا کے گھر بنانے والوں کو بھی اُس میں رہنا نصیب نہیں ہوتا اور اگر اُس میں رہے بھی تو ایک دن کسی اور کے لیے چھوڑ کر اِس دنیا سے چلے جاتے ہیں۔
جنت پانے کے لیے اپنی طرف سے پوری کوشش کرنی چاہیے اور اللہ کے فضل و رحمت کے لیے دعا کرنی چاہیے۔
قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ حساب لے رہا ہوگا تب ایک مومن بندے کو الگ کر کے اُس سے حساب لے گا۔
بخاری: عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ میں نے رسولؐ سے سنا: اللہ تعالیٰ مومن کو اپنے نزدیک بلا لے گا اور اُس پر اپنا پردہ ڈال دے گا اور اُسے چھپا لے گا۔ اللہ تعالیٰ اُس سے فرمائے گا: کیا تجھ کو فلاں گناہ یاد ہے؟ کیا فلاں گناہ تجھ کو یاد ہے؟ وہ مومن کہے گا: ہاں، اے میرے رب! (جنھیں دنیا میں جھوٹ بولنے کی عادت ہوتی ہے وہ آخرت میں بھی جھوٹ بولے گے لیکن جو لوگ دنیا میں اپنی غلطی کا اعتراف کرسکتے ہیں وہ آخرت میں بھی اپنی غلطی کا اعتراف کرے گے)۔ آخر جب وہ اپنے گناہوں کا اقرار کرلے گا اور اُسے یقین آجائیگا کہ اب وہ ہلاک ہوا (کیونکہ اُسے بہت سارے گناہیں دکھائے جائیگے) تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے دنیا میں تیرے گناہوں پر پردہ ڈالا اور آج بھی میں تیری مغفرت کرتا ہوں۔ چنانچہ اُسے اُسکی نیکیوں کی کتاب دے دی جائیگی لیکن کافر اور منافق کے متعلق اُن پر گواہ (فرشتے، انبیاء اور تمام جن و انسان سب) کہیں گے کہ یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے رب پر جھوٹ باندھا تھا۔ خبردار ہو جاؤ! ظالموں پر اللہ کی پھٹکار ہوگی۔

اللہ تعالیٰ نے مومن کی خطاؤں و گناہوں پر پردہ ڈالا تھا۔ انسان کے کتنے ہی گناہیں ایسے ہیں جنھیں صرف وہ بندہ اور اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ دنیا میں بھی اللہ اُن گناہوں کو ڈھانپ دیتا ہے، کسی کے سامنے نہیں لاتا۔ اور قیامت کے دن بھی اُن گناہوں کو اللہ ڈھانپ دے گا۔

قیامت کے دن حساب لینے کے بارے میں ایک حدیث یہ بھی ہے:
بخاری: رسولؐ نے فرمایا: "جس شخص سے بھی قیامت کے دن حساب لیا گیا بس وہ ہلاک ہوا"۔ عائشہؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ نے خود نہیں فرمایا ہے کہ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا (پس جس کا اعمال نامہ اُس کے دائیں ہاتھ میں دیا گیا تو عنقریب اُس سے ایک آسان حساب لیا جائیگا)۔ اِس پر رسولؐ نے فرمایا کہ "یہ تو صرف پیشی (Presentation) ہوگی۔ (اللہ تعالیٰ کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ) قیامت کے دن جس کے بھی حساب میں کھود کرید کی گئی اُس کو عذاب یقینی ہوگا"۔

حِسَابًا يَّسِيْرًا (آسان حساب) کا مطلب اعمال نامہ دیکھ کر درگزر کیا جائیگا لیکن اللہ کے سامنے سبھی کو پیش تو ہونا ہی ہے۔ کوئی بھاگ نہیں سکتا اور کوئی بہانے نہیں بنا سکتا۔

بحر حال دنیا و آخرت کا مالک اللہ ہی ہے۔ وہ ہر ایک کی چھپی اور ظاہری تمام باتوں کو جانتا ہے۔ لہٰذا آخرت میں ہر ایک کا فیصلہ وہی کرے گا کہ کسے معاف کرنا ہے اور کسے سزا دینا ہے۔

وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ
(اور اللہ ہر چیز پر خوب قادر ہے)

اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ اللہ کے پاس ہی پوری طاقت ہے۔ یہ آیت اللہ تعالیٰ کی عظمت اور قدرت کو بیان کرتی ہے۔
انسان زیادہ سے زیادہ مادی چیزوں کو پکڑ سکتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی مارنے آئے تو اُسے پکڑ سکتا ہے لیکن کسی کی سوچ کو نہیں پکڑ سکتا۔ اگر کوئی بالکل قریب بھی بیٹھ کر کسی کے بارے میں بُرے گمان کر رہا ہو تب بھی قریب بیٹھنے والے کو بھی پتہ نہیں چل سکتا۔ جب تک وہ منہ سے بول کر نہ کہے تب تک قریبی شخص یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ تم میرے بارے میں بُرا کیوں سوچ رہے ہو۔ یہ فرق ہے رب اور بندے میں۔ رب صرف ہاتھ نہیں پکڑتا بلکہ دِل کے خیالات کو بھی پکڑتا ہے۔

قٓ : 16 ← وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ (اور ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے اور اُس کے دل میں جو خیالات آتے ہیں انھیں ہم جانتے ہیں۔ اور ہم اُس کی شہ رگ سے بھی زیادہ اُس کے قریب ہیں۔)

الانفال : 24 ← وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ... (اور جان لو! کہ اللہ تعالیٰ آدمی [بندے] اور اُس کے [دل] کے درمیان حائل ہو جاتا ہے)

اللہ تعالیٰ بندے اور اُس کے دل کے درمیان حائل ہے۔ انسان کے اندر کوئی خیال دِل سے اٹھ کر دماغ تک جاتا نہیں کہ بیچ میں ہی پتہ چلتا ہے کہ اِس بندے نے کیا سوچا۔ یعنی دل میں خیال آکر دماغ میں اس پر عمل کرنے سے پہلے ہی اللہ کو پتہ چلتا ہے۔

اِس آیت میں جو اللہ کی صفات کا ذکر ہے اُن کا آیت الکرسی میں ذرا تفصیل سے ذکر ہے:

آیت الکرسی	البقرۃ : 284	
يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ	اِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ	علم
مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ	لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ	ملکیت
مَنْ ذَا الَّذِیْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ	يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ	قدرت

اِس سے یہ سبق ملتے ہیں:
1> جتنے بھی عبادات اور معاملات کے بارے میں احکام دیئے گئے ہیں اُن پر پوری طرح عمل کرنا ہے۔ کوئی بھی حیلہ بہانہ نہیں بنانا ہے۔
2> اللہ سے ڈر کر اُس کی مرضی کے مطابق عمل کرنا ہے۔
3> کوئی بھی ظاہری یا پوشیدہ گناہیں کر کے اللہ کی نافرمانی نہیں کرنی ہے۔
4> اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے کوئی بھی نجات نہیں پا سکتا۔